الایام: مجلس برائے تحقیق اسلامی تاریخ و ثقافت، کراچی جلد: ۱، شمارہ: ۲، جولائی ۔دسمبر ۲۰۱۰

کلہوڑہ عہد۔۔۔تاریخ گوئی کے آئینے میں

ڈاکٹر خضر حیات نوشاہی

جن علوم و فنون کی ایجاد یا ترویج و اشاعت کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے۔ ان میں ایک ''فن تاریخ گوئی'' (CHRONOGRAM) بھی ہے۔ کسی اہم واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کی تاریخ کو ایسے الفاظ میں بیان کرنا 'مادہ تاریخ' کہلاتا ہے جن کے مجموعی اعداد مطلوبہ تاریخ کو ظاہر کریں۔ اس علم کا آغاز چھٹی صدی ہجری میں ہوا۔ پھر یہ روایت آگے بڑھتی رہی۔ فن تاریخ کے طریقے اور قواعد و ضوابط مرتب ہونے لگے، اور باقاعدہ ایک فن کی صورت بن گئی، جسے ''فن تاریخ گوئی'' کا نام دیا گیا۔
سندھ میں کلہوڑہ عہد میں فن تاریخ گوئی اپنے شباب پر تھا اور ہر موقع محل کی مناسبت سے قطعہ تاریخ کہنے کا عام رواج تھا۔ اس مقالہ میں کلہوڑہ عہد کو فن تاریخ گوئی کے حوالے سے دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

کلہوڑہ خاندان درحقیقت عباسی خاندان ہے جو کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی اولاد سے ہیں۔ سندھ میں کلہوڑہ خاندان ایک مذہبی پیشوا کے طور پر معروف تھا لیکن اس خاندان کے بزرگ دین کو صرف اخلاقیات و عبادات کی تعلیم تک ہی محدود نہیں سمجھتے تھے بلکہ انہوں نے ایک اسلامی فلاحی ریاست کے تصور کو بھی اجاگر کیا۔ اس خاندان کے اسلاف سندھ پر بیرونی حکمرانوں کے خلاف ایک عرصے سے نبرد آزما چلے آرہے تھے۔ میاں وال تحریک کے حوالے سے کلہوڑہ خاندان کی جدوجہد بالآخر ۱۱۱۱ھ/ ۱۶۹۹ء کو اس سطح پر آ پہنچی کہ میاں یار محمد کی مسند نشینی کے تھوڑے عرصے بعد سندھ پر کلہوڑہ خاندان کی حکومت قائم ہوگئی۔[1]

اگر چہ کلہوڑہ خاندان سندھ کا حکمران بن چکا تھا۔ اور دینی و سیاسی دونوں امور میں بڑی خوش اسلوبی سے فرائض انجام دے رہا تھا لیکن سندھ کا حکمران ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی کوئی شاہانہ لقب اختیار نہیں کیا، ہمیشہ خود کو ''خادم الفقراء'' ہی لکھتے رہتے۔ اور اسی طرح انہوں نے اپنے کسی منظور نظر اور خواص کو کوئی شاہانہ لقب نہیں دیا۔ ان کے ہاں کا سب سے بڑا لقب جو کسی کو تفویض کیا جاتا رہا وہ ''فقیر'' کا تھا۔

کلہوڑہ حکومت کی بنیاد اگر چہ میاں یار محمد نے رکھی لیکن اصل میں میاں نور محمد نے اسے جلا بخشی۔ اس کے بعد میاں غلام شاہ نے بھی چار چاند لگا دیئے۔ میاں غلام شاہ کو تو سندھ کا ''اکبر ثانی'' کہا جاتا ہے۔

کلہوڑہ دور حکومت میں علم و ادب کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ اس دور میں علم و ادب کی جو آبیاری کی گئی اس کی مثال سندھ کی تاریخ کے کسی اور دور میں نہیں مل سکتی۔ کلہوڑوں کی علم دوستی، علم پروری اور علم نوازی کے باعث اس دور کے علماء اور دانشوروں نے بڑے بڑے علمی کارنامے انجام دیئے۔ جو اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ کلہوڑہ خاندان ایک مذہبی اور روحانی پیشوا کی حیثیت بھی رکھتا تھا۔ اس لیے علم و ادب اور شعر و سخن میں وہ خود بھی خاص مقام کا حامل تھا۔ چنانچہ میاں نور محمد کلہوڑہ کی کتاب ''منشورالوصیت'' ان کے علم و عمل اور ذہنی و فکری رجحانات کی صحیح ترجمان ہے۔ اسی طرح میاں سرفراز خان عباسی (جو کہ ۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ء سے ۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ء تک سندھ کے حکمران رہے۲) قادر الکلام شاعر تھے۔ انہوں نے متعدد تاریخی قطعات بھی کہے ہیں۔قبل اس کے کہ ہم کلہوڑہ عہد کو تاریخ گوئی کے آئینے میں پیش کریں۔ مختصراً ''فن تاریخ گوئی'' پر بھی گفتگو کرتے چلیں۔

فن تاریخ گوئی

جن علوم و فنون کی ایجاد یا ترویج و اشاعت کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے ان میں ایک فن تاریخ گوئی بھی ہے۔ کسی اہم واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کی تاریخ کو ایسے الفاظ میں بیان کرنے کو مادۂ تاریخ کہتے ہیں جن کے مجموعی اعداد مطلوبہ تاریخ کو ظاہر کریں۔ الفاظ اور اعداد کے باہمی ربط کو ''علم ابجد'' کا نام دیا گیا ہے۔

علم ابجد کو دو شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے، زبر اور بینات۔ اس وقت علم ابجد کی تشریحات ہمارا موضوع نہیں ہیں۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ مسلمانوں نے اس علم کو فروغ دیا۔ حروف ابجد سے مدد لے

کر تاریخ کہنے کا آغاز چھٹی صدی ھجری میں ہوا۔ اس ضمن میں قدیم ترین جو مادہ تاریخ ملتا ہے وہ ایران کے معروف شاعر خاقانی (م ۵۹۵ھ) کا ہے۔اس نے قطب الدین موصل کے وزیر جمال الدین اصفہانی محمد بن علی بن ابی منصور کی مدح میں جو قصیدہ کہا تھا اس میں ث +ن+ا کے مجموعی اعداد ۵۵۱ لیے تھے۔۳؎ جو اس کا سال تاریخ تھا۔

پھر یہ روایت آگے بڑھی اور پروان چڑھتی گئی۔ فن تاریخ کے بیشتر طریقے وضع کئے گئے اور قواعد وضوابط مرتب ہوتے گئے۔ اور پھر یہ روایت ایک باقاعدہ فن بن گئی جسے فن تاریخ کا نام دیا گیا۔ شاعری میں ''قطعات تاریخ'' باقاعدہ ایک الگ صنف بن گئی۔ نومولود بچوں اور کتابوں کے نام تاریخی رکھے جانے لگے۔ تاریخ ولادت و وفات شعروں میں کہی جانے لگی۔ غرض یہ کہ ہر اہم موقع: پر ولادت، وفات، شادی، تعمیر، تصنیف، جنگ، فتح وشکست کی تاریخ موزوں مصرعوں، شعروں، فقروں میں کہنے کا رواج ہوگیا اور آیات قرآنی و احادیث سے بھی تاریخ اخذ کرنے کا طریقہ چل نکلا۔ تعمیہ، تخرجہ، مدخلہ اور دیگر مختلف طریقے وجود میں آئے جن سے اہل علم وفضل اہم واقعات کی نشاندہی کے لیے تاریخی مادہ وضع کرنے میں مدد لیتے تھے۔ اور پھر مادہ تاریخ تجویز کرنے میں مدد کے لیے کئی تاریخی لغت بھی مرتب ہوگئے اور یوں یہ فن اپنے کمال تک پہنچا۔

کلہوڑہ عہد میں فن تاریخ گوئی اپنے پورے شباب پر تھا۔ اور ہر موقع ومحل کی مناسبت سے قطعہ تاریخ کہنے کا عام رواج تھا۔ ہم اپنے اس مختصر مقالے میں ''مشتے نمونہ ازخروار'' کے مصداق کلہوڑہ عہد کے متعلق چند اہم تاریخ قطعات پیش کرتے ہیں۔ ان قطعات کو ہم نے پانچ موضوعات میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ تاریخ جلوس

۲۔ تاریخ ازدواج

۳۔ تاریخ وفات یا شہادت

۴۔ تاریخ تعمیر

۵۔ دیگر مختلف قطعات

کلہوڑہ حکمرانوں کے جلوس کے قطعات تاریخ

۱۔ تاریخ جلوس میاں نور محمد کلہوڑہ:

میاں نور محمد، میاں یار محمد کے فرزند اکبر تھے۔ والد کی وفات کے بعد دو ماہ تک سوگ منا کر ۱۱

محرم الحرام ۱۱۳۲ھ/۱۲ نومبر ۱۷۱۹ء کو مسند حکومت پر بیٹھے۔ ان کی جانشینی پر شیخ عبدالروف سیوستانی نے یہ قطعہ تاریخ کہا۔

چو برمسند نشسته، از هدائت ولایت مرتبت، مهدی ثانی
زاسمش گرپپرسی باتو گویم بود نورمحمد، گربدانی
جوانمردی، جوادی، دین پژوهی زعدلش، گرگ را بائبز سنانی
غبار شور هر جابود، بنشست بحاصل آمده امن وامانی
دلِ عالم، چوگلشن برشگفته به گلهای سرُور و کامرانی
الاها این دعا از محض خیراست قریبش کن اجابت جاودانی
چو تاریخ جلوسش باز جستم بگفتا هاتفم از نکته دانی
که هان برخیزاز اخلاص برخوان "برت بادامسلّم کامرانی" / ۱۱۳۲ھ ۴؎

۲۔ تاریخ جلوس میاں مراد یاب خان

میاں نور محمد کی وفات ۱۲ صفر ۱۱۶۷ھ/ ۹ دسمبر ۱۷۵۳ء کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کے خلف اکبر میاں محمد مرادیاب خان کو سندھ کا حکمران بنایا گیا۔ ان کی مسند نشینی ۱۶ صفر ۱۱۶۷ھ/ ۱۷۵۳ء کو عمر کوٹ میں عمل میں آئی۔ میر علی شیر قانع نے تاریخ جلوس اس طرح کہی۔

هزار وصد وپنجه و هفده بالا
بدان روز اسعد جلوس معلا ۵؎

۳۔ تاریخ جلوس میاں غلام شاہ عباسی

میاں غلام شاہ ۱۳ ذوالحجہ کی صبح کو ۱۱۷۰ھ میں مسند حکومت پر بیٹھے۔ چونکہ میاں مرادیاب کو معزول کرکے انہیں تخت حکومت پر بیٹھایا گیا۔ اس لیے بال چند نے اس موقع پر جو تاریخ کہی اس میں حسن تعمیہ سے اس واقعہ کی طرف لطیف اشارہ بھی کیا۔ تاریخ یہ ہے۔

بنشست غلام شاہ بر مسند جاہ
۱۳۷۷ + ۱۶۳ = ۱۵۴۰

برخاست مراد یاب نامید بہ آہ
۲۶۸ + ۱۰۶ + ۶ = ۳۷۰ ۶؎

۱۵۴۰-۳۷۰ (=۱۱۷۰ھ)

۴۔ تاریخ جلوس میاں محمد سرفراز خان

میاں محمد سرفراز خان اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۱۸۶ھ میں تمام ارکان حکومت اور جملہ فقرا کی رضاء و رغبت سے مسند حکومت پر متمکن ہوئے۔ ان کی تاریخ جلوس اس طرح کہی گئی۔

باد بر فرق سرفراز جهان

"زیب دستار ولایت دائم" ۱۱۸۶ھ

تاریخ ہائے ازدواج

اب ہم کلہوڑہ خاندان کے چند افراد کی شادیوں کے موقع پر کہے گئے قطعات تاریخ کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں:

۱۔ میاں مرادیاب خان عباسی کی شادی پر میر غلام علی آزاد بلگرامی کا قطعہ تاریخ۔

بحمد الله که خانِ فیض آثار همیشه بر مرادِ او خدایار

بعنوان مسرت که خداشد مراد و مقصد دل رونماشد

دوا خترشدبه برجِ سعد ، رخشان دوگوهر شدبه سلک عقد تابان

گرفت ازخامه این تاریخ شهره

"بیکجا جمع گشته ماه و زهره" ۱۱۴۳ھ

۲۔ میاں مرادیاب خان کی دوسری شادی عبداللہ بروہی رئیس کلات کے چچازاد بھائی مرادعلی خان کی بیٹی سے ہوئی۔ اس موقع پر میر غلام علی آزاد نے یہ تاریخ کہی۔

سحابِ مکرمت خانِ خدایار بهار دوستش پیوسته گلزار

درخشان کوکبِ اقبال سرمد جبینش مطلع نورِ محمد

مرادِ خاطرِ او رونماشد که فرزند بزرگش کد خداشد

بیکجا زینت لعل و گهرشد بیک منزل دواختر جلوه گرشد

شداین تاریخ از فضل تبارک

"مبارک باشد و باشد مبارک" ۱۱۴۶ھ

۳۔ سندھ رانی (ملکہ سندھ) سے میاں غلام شاہ کی شادی کے موقع پر خود میاں صاحب کے فرزند اکبر

میاں محمد سرفراز خان (جو باپ کے بعد سندھ کے حکمران بنے) نے ایک طویل قطعہ تاریخ کہا جو کلیات سرفراز میں شامل ہے۔وہ قطعہ حسب ذیل ہے۔

گشت ازفضل ایزد داور روی گیتی چون آسمان انور
درجهان طرح شادمانی شد طرح عیشی به شد خجسته سر
شاه انجم سپاه گردون جاه خروی داد بخش دین پرور
آن فلک قدر آسمان رفعت آن سکندر شکوه دارا فر
آنکه عالم زفیض معدلتش ازمئی شکرمی کشد ساغر
آنکه مرغ ستم ز مملکتش شدچو عنقا بگوشهٔ مستر
ریز خوار از عطای او دارا فیض یاب از ضمیرش اسکندر
شاه دوران غلام شاه بخت مظهر لطف ایزدِ داور
حضرت دادگر میاں صاحب آن شهی پاک زاد پاک گهر
شده فرمان روای ملک جهان گشته عالم برش چون فرمان بر
شد جهانگر درهمه عالم صیت جاهش چو خسروِ خاور
راجهٔ کچھ که همچواو درجاه نبود هیچ راجهٔ دیگر
زدن سکه و نشان شهی هست موروثش ازبنامی پدر
کرده نسبت زافتخار وشرف به میان صاحب بلند افسر
"ڈوله" آمد چواز نواحی کچھ به هزاراحترام و صدمفخر
بزم عشرت فزای محفل عیش چون مرتب شداز زر وگوهر
سرفراز از برای تاریخش خواست آرد زبحر طبع گهر
چون شب بیست وهشت ازشعبان بود این شادی خجسته اثر
بود بخت شعاعِ مهر منیر با هزاران شغف مه انور
لاجرم گشت ساله تاریخش
"به بوداین قران شمس و قمر" ۱۱۷۷ھ ھ^

۴۔ خان خدا داد خان پسر خدایار خان کی شادی عبداللہ خان بروہی رئیس قلات کی بیٹی سے ۱۱۴۷ھ میں ہوئی۔ میر غلام علی آزاد نے یہ قطعہ تاریخ موزوں کیا۔

قلم امروز، چون منقار بلبل کند آهنگ، سازعیش بنیاد
به بزم خان عالیشان، خدایار مبارک باد گوید با دل شاد
که نورِ دیده او کدخداشد گرامی گوهری نامش خداداد
زجشن طوی، آن فرخنده طالع دل اهل جهاں شدعشرت آباد
به رسم تهنیت، تاریخ گفتم
"همایون باد این جشن خداداد" ۱۱۴۷ھ [۹]

تواریخ وفات

کلہوڑہ خاندان کے بعض افراد کی وفات یا شہادت پر بھی اس دور کے مورخین اور تاریخ گو شعراء نے قطعات تاریخ موزوں کیے ہیں۔ ان میں سے چند ایک قطعات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ میاں غلام شاہ عباسی بانی حیدرآباد کی وفات پر ان کے فرزند اکبر میاں سرفراز خان عباسی نے قطعہ تاریخ لکھا جو آج بھی ان کے مزار کے دروازے کی محراب پر سنگ مرمر میں کندہ ہے۔ قطعہ یہ ہے۔

آه ازبی مهری گردون دون آه از نیرنگ چرخ نیلگون
شهسواری عرصه نام آوری شهریاری تخت گاهی سروری
آفتابِ برج عزت راشعاع بردوعالم بود حکم او مطاع
آنکه حکمش از سعاداتِ فلک برد جاری ازسماتا برسمک
خسرروانِ را بردراوالتجا تاجداران برزمینئس جبه سا
خسرو دوران غلام شاه دین آنکه بوسیده فلک اورازمین
از جهان بگذشت، دررضوان شتافت از درحق آنچه می بایست، یافت
روضهٔ برمرقد او شهریار شدبنا چوسقف گردون زرنگار
روضهٔ پرنور چون قصربهشت دلکشا، چون جنت مینو سرشت
سال تاریخش سرافراز ازخیال جستجو میکرد با صداختلال
ناگه از تنزیل درداد این ندا
هاتفی"جنات فیها خالدا" ۱۱۸۶ھ [۱۰]

۲۔ میاں غلام شاہ کی تاریخ وفات پر عبدالمجید جوکھیہ کا قطعہ تاریخ بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ اس نے یہ قطعہ اپنی کتاب تاریخ بلوچی (ص ۹) میں درج کیا ہے۔ تاریخ بلوچی اردو ترجمہ کے ساتھ۱۹۹۶ء

میں کلہوڑہ سیمینار نے شائع کی ۔ عبدالمجید جوکھیہ چونکہ تالپور دور کا مورخ ہے اس لیے اس کا قطعہ تاریخ میاں غلام شاہ کے بارے میں زیادہ اہم ہے۔ قطعہ یہ ہے۔

دلا! آه از قضيۂ شاه ما که گردید ناگاه جان کاه ما
زهی بود مسند نشین شاه سند زتابش نخوابید، حکام هند
بهمت، همیشه قوی حال بود بهجراُت، جوانمرد راجان ربود
چو نوشیروان عدل بمیار کرد چورستم، زگردان برآور دگرد
اگر بیوه زن ره رواز دور بود زصیب امانشن بمستور بود
بنا قلعه حیدرآباد زو نشان مانده زو تاجهان یاداو
جهان درحیاتی اگر شاد کرد کنون ملک مرحومی آباد کرد
جو جستیم تاریخ آن شه جلی
خرد گفت"رفته بجنت ولی" ۱۱۸۶ھ

۳۔ میاں سرفراز خان عباسی کی شہادت پر مولوی محمد صالح نے اس مصرعہ سے تاریخ نکالی
"شهید سرافراز بهرام جنگ" ۱۱۸۹ھ [۱۱]

۴۔ میر بہرام کلہوڑہ حکومت کا ایک اہم جرنیل تھا۔ اس کی شہادت ماہ ربیع الاول ۱۱۸۹ھ/مئی ۱۷۷۵ء کو ہوئی۔ منشی بالچند ساکن ٹھٹھہ نے یہ تاریخ نکالی

زهی میر بهرام، بهرام رزم که عزمش سرنیزه برماه زد
به بازیچه در عرصه گاه نبرد اگر رخ زدی بر رخِ شاه زد
ولیکن چون تقدیر بوداین چنین قضاازجفا تیغ ناگاه زد
بسال وصالش ملک برفلک
بگفتا"بفردوس خرگاه زد" ۱۱۸۹ھ [۱۲]

تواریخ تعمیر

کلہوڑہ خاندان نے اپنے عہد حکومت میں جہاں علم و ادب کو فروغ دیا وہاں انہوں نے نئے نئے شہر آباد کئے اور ملک کی حفاظت کے لیے کئی قلعے بھی تعمیر کیے۔ ہم یہاں چند ایسے قطعات پیش کرتے ہیں جو کلہوڑوں کی ان خدمات کے سلسلے میں کہے گئے ہیں۔

۱۔ قلعہ حیدرآباد سندھ میاں غلام شاہ نے بنوایا تھا۔ اور ان کے بیٹے میاں سرفراز نے قلعہ کی تعمیر پر قطعہ

تاریخ کہا جو کلیات سرفراز میں شامل ہے۔ بیٹے نے باپ کی کوششوں کو کیسے سراہا ہے اور زبان و بیان کی نزاکت و لطافت کو کس قدر ملحوظ رکھا ہے وہ اس قطعہ سے عیاں ہے۔ قطعہ تاریخ تعمیر قلعہ حیدرآباد یہ ہے۔

۱۔ قطعہ تاریخ تعمیر قلعہ حیدرآباد سندھ از میاں محمد سرفراز خان

در گلستان دانش عرفان — بلبل طبع من کشود زبان
ای که داری خرد، بیا بشنو — از زبان من خجسته بیان
که بسال نکوبه ماه سعید — وز عنایات حضرت یزدان
حکم شداز جناب خاقانی — چون نزول قضابر اهل احسان
از جنابی که پاسبانی او — فخر باشد به قیصرو خاقان
از شهی که اوبود بعدل و سخا — کسریٰ وقت خاتم دوران
آنکه از هیبتش فلک لرزد — همچوبیدی که او بود لرزان
چون کشاید به رزم دست فتد — لرزه در دست رستم ودستان
چون نشیند به بزم می گیرد — جام ازجم اگر بود به جهان
جرعه کش زآب لطفش اسکندر — قطره نوش سخای او نیسان
مخزن سرِ حق میاں صاحب — مظهر لطف ایزد منان
سرور دین غلام شاه نجف — خادم الفقر شهریار جهان
تاکه سازند قلعهٔ محکم — که یماند به دهر جاویدان
قلعه ی شدبنا که مانندش — کس ندیده است درهمه دوران
قلعه محکم و رفیع که نیست — همچواین لاجورد گون ایوان
نه نشیبش رسد سهام خیال — نه فرازش رسد کند گمان
سعی کردند جمله از حدبیش — بهر تاریخ اوسخن سنجان
هر کسی گفت مصرعی تاریخ — زاده طبع چون در غلطان
نوبت آمد بمن سخن سنجی — من که بودم زجمله هیچمدان
غوطه خوردم به بحر فکر و خیال — متحیر چوں مردم حیران
ناگهان گفت هاتفی که بگو — چونکه هستی تو سرفراز جهان

از عطا های واهب دیان

حیدرآباد گشت آبادان (۱۳)

۲۔ میاں غلام شاہ عباسی نے ۱۱۷۳ھ میں حضرت لال شہباز قلندر کی درگاہ پر ایک بڑا دروازہ تعمیر کرایا تھا۔ اس دروازے کی تعمیر کی تاریخ ٹھٹھہ کے ایک شاعر میر محمود صابر نے کہی۔ قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو۔

چه خوش جناب مبارک که نور حقانی　　ز روضه است عیان ظاهری و پنهانی

قلندر سخی و کام بخش اهل یقین　　ولی و سید عثمان پیر نورانی

بخاص و عام که مشهور لعل شهباز است　　بپاد شاه گداباز داد سلطانی

باین جناب هر آن کس ارادتی دارد　　بکام می رسد از دولتِ فراوانی

غلام شاه میان صاحب سعادت مند　　بشان حضرتِ عباس کان احسانی

سخی و غازی و فیاض معدن الطاف　　چو سرفراز شدازلطف وجودِ ربّانی

زخاص نیت خود کرد تازه خوش تعمیر　　که فرش وصحن و در روضه شد گلستانی

قبول حضرت مخدوم شد نشانی کو　　ز رحمت نبوی وعلی و عمرانی

هر آنکه دید و بیند ز شوق نور ظهور　　شود دوچشم و دلش روشن و درخشانی

هزار یک صدو هفتا د وسه زهجری بود　　زکارداری باقر نشان شدارزانی

قبولیت (؟) که زتعمیر جستم ازهاتف　　ندا بگوش من آمد زلطف سبحانی

واینکه مصرعه تاریخ خوش بگو صابر

"قبول بادنشان درجناب شاهانی" ۱۱۷۳ھ　　۱۱۷۳

۳۔ کلہوڑہ دورِ حکومت میں میر بجار خان نے ۱۱۹۴ھ میں قلعہ میر گڑھ تعمیر کروایا تھا جو جودھ پور کے راجہ بجے سنگھ کو پسند نہ آیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس قلعے میں اگر مسلمانوں کی فوج رہی تو کسی نہ کسی روز وہ ہمارے ملک میں ضرور خلل انداز ہوگی۔ اور شاید اس خدشہ کے پیش نظر اس نے اپنے دو آدمی بھیج کر میر بجار خان کو شہید کروا دیا تھا۔ عبدالمجید جو کھیہ نے تاریخ بلوچی میں اس قلعہ کی تاریخ تعمیر کا جو قطعہ لکھا ہے وہ اس طرح ہے۔

قطعہ تاریخ تعمیر قلعہ میر گڑھ

وه　چه فرخنده قلعه زیباتر　　پُرز سامان هم پراز لشکر

نامدار بنام میر بجار		میر گر درجهان شده اظهر
در حوالیش توده ریگستان		سڈاعدای یک پیٔ دیگر
بربجی سنگھ راجه جوده پوری		زو فتاده بسی هراس و حذر
شد چو مفروغ کاراز معمار
هاتفم گفت، گو"بود بظفر" ۱۱۹۴ھ ۱۵

دیگر متفرق تاریخیں

آخر میں چند متفرق تاریخی قطعات پیش خدمت ہیں جن کا تعلق میاں نور محمد کلہوڑہ سے ہے:

ا۔میاں نور محمد عباسی کو"ثابت جنگ" کا خطاب ملنے پر میر غلام علی آزاد بلگرامی نے یہ تاریخ کہی۔

خدایار بهادر خان ذی شان		که سایه بردرش افلاک تارک
شکست آورد برقوم بروهی		مظفر شد، به شمشیر هلارک
خطابش خان ثابت جنگ آمد		زشاه سایه ایزد تبارک
برسم تهنیت تاریخ گفتم
"خطاب عمده سلطان مبارک" ۱۱۴۴ھ ۱۶

جیسا کہ ہم نے اپنے مقالے کے شروع میں عرض کیا ہے کہ کلہوڑہ خاندان نہ صرف سندھ کے حکمران تھے بلکہ وہ ایک علمی، دینی اور روحانی تشخص کے بھی مالک تھے۔ انہوں نے جو کارنامے انجام دیئے وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ اسی ضمن میں ہم اپنے مقالے کے آخر میں میاں نور محمد کلہوڑہ کے بارے میں بتاتے چلیں کہ انہوں نے اپنے عہد حکومت میں خود اپنے قلم سے چار قرآن پاک تحریر کیے۔ ان میں سے ایک قرآن حکیم کی کتابت ۱۱۶۲ھ اور دوسرے کی ۱۱۶۳ھ میں اختتام کو پہنچی۔ ان دونوں تاریخوں پر سندھ کے معروف شاعر محسن ٹھٹھوی نے قطعات تاریخ کہے۔ جو اس اہم تاریخی واقعہ کو محفوظ کرنے میں یادگار ثابت ہوئے۔ یہ دونوں قطعات دیوان محسن میں موجود ہیں۔ جو ہم یہاں پیش کیے دیتے ہیں: ا۔ قطعہ تاریخ اختتام کتابت قرآن مجید بخط میاں نور محمد والی سندھ از محسن ٹھٹھوی

چواز نخل کلکِ گہر سنجِ تو		کلام الٰهی گرفت اختتام
پی سال تاریخ اتمام" آن		ملک برفلک گفت "ختم الکلام" ۱۱۶۲ھ ۱۷

۲۔

نور محمد راچوحق تو فیق خاص خویش دا | مصحف نگار کلک او، گلریز ارقام آمده
حسن نظام دولتش من احسن القرآن فزود | آری نکوی پیشه رانیکی سرانجام آمده
ازبای بسم الله بین، تاسین والناس ازخرد | کز نخل کلکش تاچه گل در گلشن کام آمده
هر سطر رنگ آمیزآن، باشد خیابان جنان | هر حرف حرفش حوریی، کوبرلب بام آمده

چون شدشب دوشنبه وهم نیمه شعبان تمام
"ختم کلام ایزدی" تاریخ اتمام آمده ۱۲۶۳ھ

حواشی و حوالہ جات

۱۔عبدالحق قدوسی، 'تاریخ سندھ'، سندھی ادبی بورڈ کراچی، ص۴۰۴۔
۲۔سید خضر نوشاہی (مرتب) کلیات سرفراز، کلہوڑہ سیمینار کمیٹی کراچی، ۱۹۹۶ء
۳۔ اعجاز التواریخ، مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد، ص۱۶۔
۴۔تحفۃ الکرم، ص۴۴۴ اس مصرع میں مسلم کے لام مشدد کے اعداد کو دوبار شمار کیا گیا ہے۔
۵۔کلیات سرفراز مقدمہ، ص۲۳۔
۶۔ مقالات الشعرا، سندھی ادبی بورڈ کراچی، صفحہ ۱۱۱۔
۷۔ٹھٹوی، میر علی شیر قانع، 'تحفۃ الکرام'، سندھی ادبی بورڈ، کراچی، ص۴۷۷ حاشیہ۔
۸۔کلیات سرفراز، ص ۱۰۵ تا ۱۰۷۔
۹۔تحفۃ الکرام، ص ۴۴۶ حاشیہ۔
۱۰۔کلیات سرفراز، ص۱۶۲۔
۱۱۔مہر، غلام رسول، 'تاریخ سندھ' سندھی ادبی بورڈ کراچی، ص ۷۰۶۔
۱۲۔ تاریخ سندھ، مہر، ص ۷۰۷۔
۱۳۔کلیات سرفراز، ص۱۳۵۔
۱۴۔باقیات از احوال کلہوڑہ، کلہوڑہ سیمینار کمیٹی، کراچی، ص ۱۰۱۔
۱۵۔عبدالمجید جوکھیہ، 'تاریخ بلوچی'، تصحیح و ترجمہ ڈاکٹر خضر نوشاہی، کلہوڑہ سیمینار کمیٹی، کراچی،
۱۶۔تحفۃ الکرام، ص ۴۴۷ بحوالہ تبصرۃ الناظرین۔
۱۷۔محسن ٹھٹوی، 'دیوان'، سندھی ادبی بورڈ کراچی، ص۴۷۴۔
۱۸۔ ایضاً، ص ۴۶۶۔

سیرت نگاری
آغاز وارتقاء
نگار سجاد ظہیر
قرطاس

سیرت نگاری

آغاز وارتقاء

پروفیسر ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر کی حالیہ کتاب ''سیرت نگاری۔آغاز وارتقاء'' ان کی دسویں کتاب ہے۔

وہ علوم جن پر پہلی صدی ہجری میں ہی کام شروع ہو گیا تھا ان میں ایک سیر و مغازی کا علم بھی ہے، اس کی ابتدائی کتابیں (جنہیں فنی اعتبار سے کتب سیرت نہ بھی کہا جا سکے) پہلی صدی ہجری کے نصف اخر میں مدون ہو چکی تھیں، اور دوسری صدی ہجری کے آغاز میں کہ ابھی بنوامیہ برسر اقتدار تھے، فنی اعتبار سے سیرت کہی جانے والی کتب، تالیف ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ تیسری صدی ہجری گذری ہی تھی کہ اس فن میں متقدمین کی مستند، معتبر اور معیاری تالیفات منظر عام پر آ چکی تھیں۔

زیر نظر کتاب میں صدر اول یعنی تابعین و تبع تابعین تک کے دور میں ہونے والی سیرت نگاری کو موضوع بنایا گیا ہے، اسے متقدمین کا دور بھی کہا جاتا ہے اور یہ تیسری صدی ہجری تک محدود ہے۔

صفحات: ۲۷۲

قیمت مجلد: ۲۵۰

غیر مجلد: ۲۲۰

ISBN: 978-969-8448-85-1